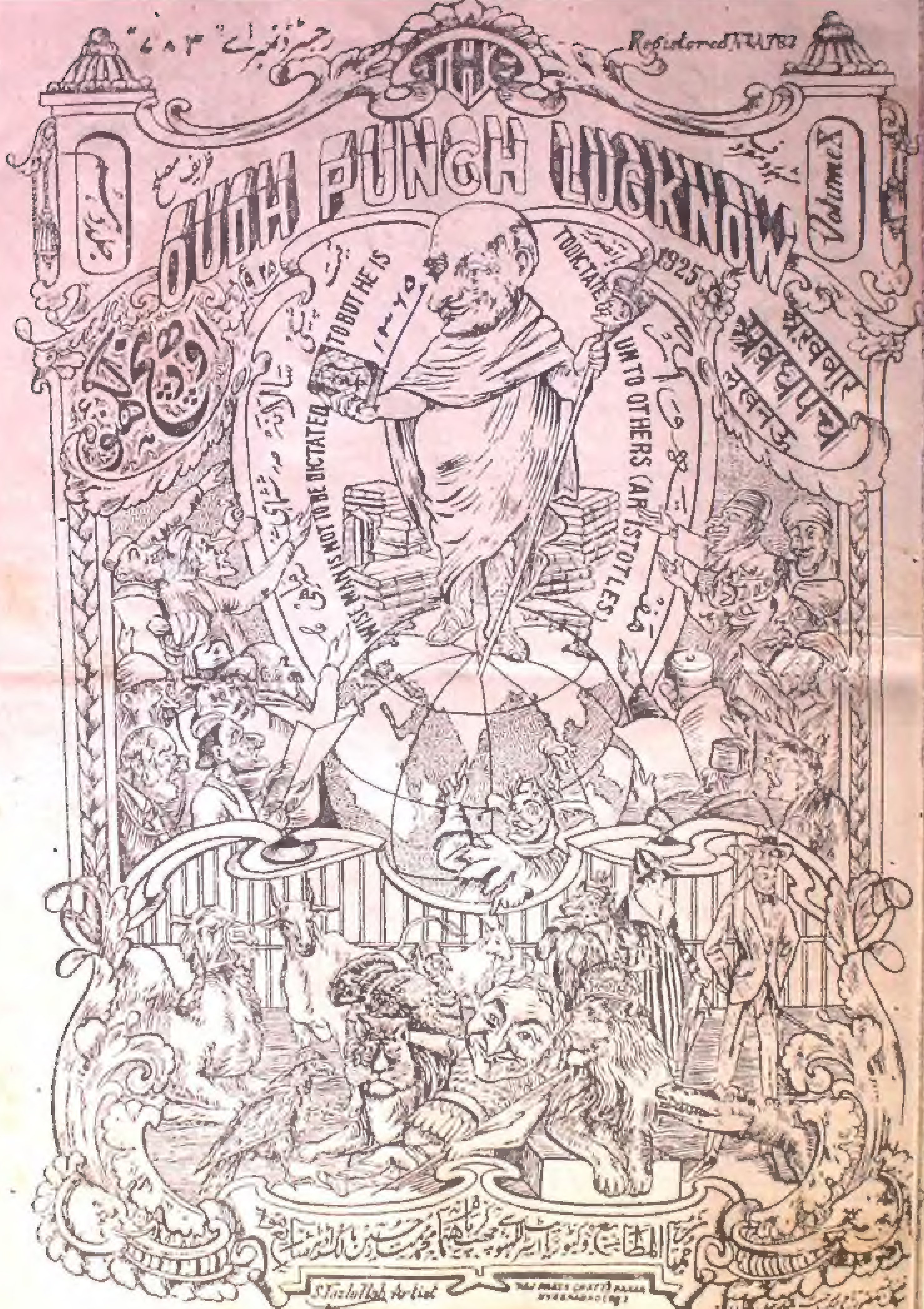

THE
OUDH PUNCH LUCKNOW
Volume X
1925
WISE MAN IS NOT TO BE DICTATED TO BUT HE IS TO DICTATE UNTO OTHERS (ARISTOTLES)
S. Fazlullah Artist

جلد ۱۰ نمبر ۳۷

مضامین غیر

مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۲۵ء

نظم جناب شیو سنگھ شمیم گوری

کہتے ہیں لیڈروں کے نہ گاندھی جی آئینگے
خاطر میں رائے عام کو ہرگز نہ لائینگے
حب شفا خیال میں انکے ہے اسلئے
ہر درد کا علاج وہ چرخہ بتائینگے

یہ معجزہ وہ خلق کو اپنا دکھائیں گے
ہندوستاں میں بیٹھکے لندن اڑائینگے
گاندھی کے اس عمل کو سمجھنا نہیں کٹھن
کپڑے بنینگے روز وہ چرخا چلائینگے

چرخے کی نے میں سب کو یہ نغمہ سنائیں گے
زنہار ملک غیر سے کپڑے نہ آئیں گے
اور آ بھی جائینگے تو یہ گاندھی کا قول ہے
ہم بھول کے بھی ہاتھ نہ اُن کو لگائینگے

چرخے سے چیخ پیر کا پایہ ہلائیں گے
اللہ میاں کو اس سے توجہ دلائینگے
اہل فرنگ گر نہیں دیتے تو کیا ہے غم
سوراج ہم کو آکے فرشتے دلائینگے

کرکے کمال ملک میں اپنا دکھائینگے
صنعت جو مرچکی ہے اُسے پھر جلائینگے
جاری ہے کار پور سودیشی کی اے شمیم
گاندھی اب اہل ہند سے کپڑے بنائینگے

مرزا عبد الغفور عرف بوٹی متخلص بہ مرزا کا مثنوی

چیچک کے داغ کب ہیں رخ یار زار پر
دیمک نے گھر کیا ہے گل نوبہار پر
دیوانہ دل ہے زلف کے ہر تار تار پر
چیونٹے کی طرح ناچ رہا ہے ستار پر
پہلو سے دل جھپٹ کے وہیں پر اڑ گئے
جس طرح چوٹ کرتی ہے بلی شکار پر
طفلی گئی شباب گیا پیری آگئی
دریائے عمر چڑھ کے ہوا اب اُتار پر
نتو ہی سنا بالفرض جل کر رقیب نے
بندہ بھی مستعد ہے یہاں سے فرار پر
آئیں نہ آئیں ادب سے دیں کوئی جواب سا
بھیجیں گے ہم پیام وصال انکو تار پر
کمل بندھا ہے پیچ پہ حقہ ہے ہاتھ میں
عاشق تمھارے چڑھتے ہیں اپنی بیج ہر
چھپتے ہیں کوٹھری میں جو بلی کی خوف سے
وہ ہاتھ کیا رکھیں گے دل بیقرار پر
پیٹا گلے میں ڈال کے سینے میں گڑ گئے
گنبد کے یہ کلس ہیں کہ جوبن ابھار پر
ہوگا وہ اور فقرہ جو پیتا ہو ساقیا
ہم تو اُدھار کھائے ہوئے ہیں اُدھار پر
جو لطف وصل میں ہے کہاں دکھ جال میں
چٹنی کو فوقیت ہو بھلا کیا اچار پر
دیکھو تو حرص و طمع مرے ساہوکار کی
نقد چھوڑ بیٹھا ہے تیرے اُدھار پر
اب بام یار کر نہ سکے گا تعلیاں
جاتے ہیں چڑھ کے ہم شتر بے مہار پر
بعد فنا بھی ملتی ہے بدکاری کی سزا
پتھر برس رہے ہیں ہمارے مزار پر
پریوں کا ہو مزاج تو صورت چڑیل کی
ایسے مرزا مرتے ہیں ایسے ہی یار پر

عروضی مسئلہ

جناب ایڈیٹر صاحب اودھ پنچ — تسلیم

اُمید ہے کہ آپ ایک غریب طالب علم کے اس مضمون کو اپنے اخبار کے کسی کالم میں جگہ دے کر شکر گذاری کا موقع دیجئے اور اگر آپ خود ہی جواب باصواب سے مطلع کردیں تو اسکی بھی ضرورت نہیں ہے کہ آپکے اخبار کا کالم بیکار ضائع جائے۔ آپ کو زحمت دینے کی یہ وجہ ہوئی کہ اکثر حضرات نے میرے عریضہ کا کچھ جواب نہیں دیا اور جن لوگوں سے زبانی دریافت کیا اُنھوں نے یہ کہکر ٹال دیا کہ شاعر فن شعر سے جاہل ہے

شعراء سے استفتا

نظم کے اقسام صرف یہی دس ہیں جو مشہور ہیں یعنی۔ غزل ۲ قصیدہ ۳ مثنوی ۴ ترکیب بند ۵ ترجیع بند ۶ قطعہ ۷ رباعی ۸ فرد ۹ مستزاد ۱۰ مسمّط یعنے مثلث۔ مربع۔ مخمس۔ مسدس۔ مسبع۔ مثمن۔ متسع۔ معشر یا اور بھی ہیں اور اگر ہیں تو ان کے کیا نام ہیں اور اگر اور نہیں ہیں تو حضرت جوش ملیح آبادی کی نظم ذیل موسومہ زمزمۂ سحر جو پیمانہ ماہ جون ۱۹۲۵ء کے صفحہ ۲۹ پر چھپی ہے جسکے دو بند لکھے جاتے ہیں ان اقسام میں سے کس قسم میں داخل ہے۔

زمزمۂ سحر

اٹھ کہ طلوع صبح سے روئے افق ہے زرنگار
نقش ہوائے مشکبار
نغمہ سازِ آبشار
نزہت کنج لالہ زار
چشم بتان سحر کار
آنکھوں میں نیند کا خمار
اٹھ کہ طلوع صبح سے روئے افق ہے زرنگار

دیکھ کھلی ہے بیمانہ نی چھوڑی ابھی نہیں کرن
جوئے حیات موج زن

سرد ہوا چمن چمن
تازہ عروس گلبدن
اور دو ہفتہ سیمتن
پہنے ہے شب کا پیرہن
دیکھ کھلی ہے چاندنی پھوٹی نہیں ابھی کرن

پہلا مصرع بحر رجز مثمن مطوی مخبون مذال وزن (مفتعلن مفاعلان مفتعلن مفاعلان) میں ہے اگر اسی وزن پر اور مصرع بھی رکھے جائیں تو ساڑھے چار مصرع یا ساڑھے تین مصرع ہوں اس نظم کا کیا نام ہے ؟

ساڑھے چار مصرعہ اس طور سے ہوتے ہیں کہ جب پہلا مصرع مکرر لکھا جاتے جیسا کہ پچانوے قوبہ بہمانے میں لکھا ہوا ہے یعنے ۔
اٹھ کہ طلوع صبح سے روئے افق ہے زرنگار
رقص ہوائے مشکبار نغمہ ساز آبشار
نزہت گنج لالہ زار چشم بتان سحر کار
آنکھوں میں نیند کا خمار . . . . . .
اٹھ کہ طلوع صبح سے روئے افق ہے زرنگار

اور اگر یہ مصرع مکرر نہ مانا جائے تو ساڑھے تین مصرع ہونگے اگر یہ خیال کیا جائے کہ پہلا مصرع مثمن ہے باقی اور مصرع یعنے رقص ہوائے مشکبار وغیرہ وزن مفتعلن مفاعلن مربع میں اور بحر رجز مربع مطوی مخبون مذال ہے تو سے

ایک مصرع کی زیادتی ہے ۔ م کیونکہ چار رکن کا مصرعہ دو رکن کے مصرع کے ساتھ موزوں کیونکر ہوگا اور اگر پہلے مصرع کے دو ٹکڑے کر دیے جائیں اور ایک مصرع کے دو مصرع ۔۔ مربع پر بنائیں اور اس نظم کو مسبع قرار دیں تو ایک شعر کا قافیہ غائب ہوا جاتا ہے مثلاً مسبع کی یہ حالت ہوگی ۔
اٹھ کہ طلوع صبح سے ۔ روئے افق ہے زرنگار
رقص ہوائے مشکبار ۔ نغمہ ساز آبشار

نزہت گنج لالہ زار ۔ چشم بتان سحر کار
آنکھوں میں نیند کا خمار ۔ اٹھ کہ طلوع صبح سے
روئے افق ہے زرنگار

اور مسبع کی یہ حالت ہوگی
رقص ہوائے مشکبار ۔ نغمہ ساز آبشار
نزہت گنج لالہ زار ۔ چشم بتان سحر کار
آنکھوں میں نیند کا خمار ۔ اٹھ کہ طلوع صبح سے
روئے افق ہے زرنگار

مسبع کی حالت میں ۔ پہلے مصرع اور چوتھے شعر کا قافیہ نادر ہے اور مسبع کی حالت میں تیسرے شعر کا ۔ بہرحال کسی صورت سے یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ نظم کس قسم میں داخل ہے لہٰذا مفصل جواب مرحمت فرمایا جائے بعض حضرات صرف اسقدر کہکر خاموش ہو جاتے ہیں کہ آجکل ایسی نظمیں شائع ہو رہی ہیں مثلاً ڈاکٹر اقبال وغیرہم کی نظمیں لیکن جب نظم کا وہ حوالہ دیتے ہیں وہ کسی نہ کسی قسم میں داخل ہو جاتی ہے مثلاً اس نظم میں جوش صاحب پانچ ٹکڑوں کی جگہ اگر چھ ٹکڑے

کہنے یعنے رقص ہوائے مشکبار ایک ٹکڑا ہے اسی طرح چھ ٹکڑے ہوتے تو یہ چھ ٹکڑے مل کر تین مصرع ہو جاتے اور نظم مربع یا مخمس کے ضمن میں آ جاتی یہ ساڑھے تین یا ساڑھے چار مصرع جو ہوتے ہیں یہ نہ رہتے ۔

لہٰذا امیدوار ہوں کہ غور کر کے جواب عنایت فرمایا جائے محض مثال طول نہ کی جائے اور اگر اسکے ساتھ ہی معنی بھی اسکے سمجھا دیے جائیں تو مزید عنایت ہوگی کیونکہ یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ رقص ہوائے مشکبار اور نغمہ ساز آبشار کا تعلق نیند سے کیا ہے ۔ یہ ٹکڑے آپس میں کیا علاقہ رکھتے ہیں ۔ قریب قریب پوری نظم کے کسی بند کے معنی میری سمجھ میں نہیں آئے پہلے ان دو بندوں کے معنی جو شروع کے بند ہیں سمجھا دیے جائیں تو آئندہ اور بندوں کے معنی سمجھانے کی زحمت دوں گا ۔

واقم
محمود حسین فرسٹ ایئر آرٹس الوننگ کرسچین کالج الہ آباد

نوٹ ۔ مجھے حضرت ابراہیم زہرانی عروض کی کتابیں چوتھے میں ڈال دیجیے ۔ ان باتوں کا جواب دیجیے ۔ کیا کبھی آپ نے جوہر کی بانی پر عروضی اعتراض فرمائے تھے جو کہتا پھرتا ہے سے

" چومان میرا ۔۔ کھا کے دنی ۔۔
۔۔ کا پانی آبجم میں ہے "

کیا کبھی آپ نے بند رچانے والے داری کا معجز دیکھا ہے اور اس سے کوئی مواخذہ کیا ہے بڑ گدگدی کی آواز پر بھی عروض دانی کے جوہر دکھاتا ہے ۔

[illegible] کھلاڑی ۔ [illegible] کیلاٹ ۔۔۔



کمیٹی ۔ ہائے کیا کروں وکھیل ہی بگڑ گیا ہے ۔
پنچ ۔ فریب تازہ ۔

ایسی چوتھی پائے پڑی لاکھ کا گھر کھلائی کردیا
کیا آپ نے پنچ والے سے عروضی گر پوچھے اب جو فرماتے
ہے چنا جور بجے دوار میں لایا ہوں بیگم چنا جو رگرم
کیا کبھی دسہرے میں ٹیسو بھی نہیں دیکھے اور ہمارے
سے عروضی بحث نہیں چھیڑی ؟

ٹیسو جی تم بڑے دلیر
ہاتھ لیے تم سونے کا تیر
ایک تیر ہم مانگ لینا
چڑھ گھوڑے سے سلام کینا
اگلی جھنیو یا پچھلی چوٹ

دال چنا بھئی دال چنا دل چنے میں سودی الخ
ان کلاموں پر نظر فرمایئے تو آپ کو بحر کی تھاہ بھی مل جائے گی اور بحر کی تلاش میں غوطہ خوری کی زحمت بھی نہ اٹھانی پڑے گی۔ یہ نظم نہیں انگنی انار ہے سید انشاء اسکی تعریف میں فرماتے ہیں ؎

چشم بد دور شیخ جی صاحب
کیا انار آپ کی انگنی ہے

دل میں انصاف کیجیے اگر یہ نظمیں قابل اعتراض نہیں تو حضرت جوش کی گہر ریزی کیوں قابل اعتراض ہو جسے ان لوگوں کو ایجاد کا حق ہے تو حضرت جوش کو بدرجہ اولے یہ حق حاصل ہے۔ اے حضرت بحر لا دشنگیہ ”اعرج عروضی نے ایجاد کی تھی۔ آپ نہیں جانتے۔ علے ہذا القیاس شاعر نے پہلے بند میں ”طلوع صبح“ کا سماں باندھا ہے کی دست دفتی زر نگار ہو گیا۔ چونکہ طلوع صبح کے بعد چاندنی کھیت کرتی ہے لہذا دوسرے بند میں آپ سے آپ کرن نہیں چھوٹی جس سے جی چاہے پوچھ لیجیے۔ فقط

احیاء المیت

علامہ جلال الدین عبدالرحمن سیوطی کی بے نظیر کتاب کا صحیح وسلیس ترجمہ لسان الشعرا مولوی سید اولاد حسین صاحب شاعر لکھنوی نے فرمایا ہے۔ تولی معالعہ کتاب ہے۔ یہ کتاب کیا ہے حق ترجمہ حاصل المتن ہے۔ قیمت علاوہ محصول ۱۲ ملنے کا پتہ
سید ظفر عباس۔ جوہری محلہ لکھنؤ

سنت نجدیہ یعنی تطہیر مندر

”جب سے مسجدوں کا انہدام قبروں کی اکھاڑ پچھاڑ قبروں کی نام و نشان کی پامالی یا مزبلہ سازی کا قابل تحسین کام ابن سعود اینڈ کمپنی نے عام فرمایا ہے اس وقت سے معابد اور زیارتگاہوں پر ایک آفت سی آ گئی ہے یعنی ”سکیم سکیم پڑوسن سیکھ“ ہندوؤں میں بھی یہ بلا نازل ہو گئی ہے چنانچہ ایک نامہ نگار صاحب تحریر فرماتے ہیں“
”ظرافت پناہ جناب اودھ پنچ صاحب۔ واللہ غضب کی بوچھاڑ ہے۔ افسوس میاں چرکین مرکے پانس ہو چکے ورنہ خوب داد ملتی۔ شہر گلبرگہ ریاست سرکار نظام میں سال گزشتہ ہندو مسلمان آپس میں لڑے اور ابتک پیچھا لیدرے نجات نہیں۔ شاہ بازار ہری مٹھ کی چھت پر کوئی انگوری پیدا کیا کرتا تھا یعنے ہضم معدی کے بعد جو مادہ بند بہ عالم کسی بیت الخلا میں خارج کرنا چاہیے وہ اس دیول کی چھت پر نظر آتا تھا چپ چپاتے یہ عمل ہوتا تھا بار بار باب اجابت وا ہوا مگر کسی نے چول کی پرچوں بھی نہ سنی پجاری ایک طرف دیول کی صفائی کرتا اور دوسری جانب اپنے فریق مخالف کے سر الزام کا ٹوکرا رکھتا کہ تم ہو تو تم ہی ہو۔ لیکن ثبوت نہ ملنے کی وجہ سے معدۂ جنگ میں اسہال کی جگہ قبض پیدا ہوتا اور بات گوز شتر کی طرح بو پھیلا کے رفت گزشت ہو جاتی۔ آخر پجاری نے ٹوہ لگائی۔ ۔ ایک روز اس وقت کہ کتے نے روزہ افطار نہیں کیا تھا پجاری صاحب دیکھتے کیا ہیں ؟ ایک آدمی نہایت وضاحت کے ساتھ دیول کی چھت پر بیٹھا کھانے کے مخالف عمل میں مشغول ہے یہ حضرت صبح ہوا کرنے آتے تھے لہذا جب کبھی تشریف لاتے کوئی روک ٹوک نہ کی جاتی۔ فراغت کے بعد ہوئی

لعمدا دل کے قریب آئے اور پیچھے سے مرفی ٹٹ کے حل کے نیچے تو بازی کا احرام بند سے تھے۔ بجائے ہی جلا ہوا تھا اس نے بڑا دھول کی طرح بجا اور تھوڑی دیر میں لوگوں نے دیکھ لیا کہ حضرت غیر مختون ہیں۔ خاطر مدارات کے بعد پوچھ گچھ شروع ہوئی کہ یہ کیا ناشائستہ حرکت تھی تو آپ فرمانے لگے کہ پھر کیا بجا ہوا یہ کوئی بُرا کام نہیں ؟ قضا کا کمشنر پولیس کا ادھر گزر ہوا۔ لوگوں نے شکایت کی۔ حضرت دھرے گئے۔ غالباً وہاں بھی دہن فضلہ ریز سے یہی کہیں گے کہ یہ کوئی اخلاقی قانونی شرعی جرم نہیں ہے۔

خیر یہ تو ایک واقعہ تھا گزر گیا مگر رسم تہذیب و آداب میں اتنا عظیم تغیر ضرور ہمارے واسطے موجب پریشانی ہے۔ زیارتگاہوں میں بطہارت جانا بوسہ دینا ڈنڈوت کرنا یا فاتحہ پڑھنا دعائیں مانگنا یہ ایک عام دستور تھا اب داب و آداب کی کایا پلٹ دیکھیے مساجد گرائے جاتے ہیں تو ہین توحید ہے مقابر کھودے جاتے ہیں یہ خاص تنظیم ہے۔ محمد کی مستی تلے اوپر کی جاتی ہے اور اسے بیت الخلا بناتے ہیں یہ عین تطہیر ہے۔ مسلمانوں کا نقوی ہندوؤں نے بھی سیکھا مندر جنگل بنائے جاتے ہیں اور پھر پوچھتے ہیں کہ آخر کیا بُرا کام کیا ؟ لالہ ٹھیک ہے یہ کوئی بُرا کام نہیں تمہارے ہم وطن بھی اینٹ گارے میں فرق نہیں کرنا چاہتے۔ تم بھی نہ کرو۔ اچھا ہے یہ روز روز کا جھنجھٹ تو جائے۔ قانون نجاست پھیلانے میں تفریق مسجد و بیت الخلا نہیں کرتا۔ یعنی دونوں جگہ جرم کی نوعیت ایک ہی رہتی ہے زیادہ سے زیادہ دو چار روپیہ جرمانہ ہو گا۔ جو اس سے زیادہ سزا دیجائے تو ابن سعود غازی کو قہقان بہ سے پکڑ لاؤ وہ ابھی وکالت کرینگے۔

الراقم ــــــــــ م
رکن صفائی
ــــــــــ ختم
ملا کروسب القوم

نظم

نتائج خامہ جناب منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی۔ جو بمقام رفاہ عام لکھنؤ انجمن تحفظ آثار متبرکہ کے جلسہ میں پڑھی گئی۔

ہوئی آب زر کی دینے کے قابل ہے طغیانی
بلا کا زور ہے جس لے جائے رکن ایمانی
بچائے ڈوبنے سے کشتی اسلام کو یا رب
ہوائیں چل رہی ہیں کیا تلاطم خیز طوفانی
سمندر پھاند کر اک لہر اسکی ہند میں آئی
پہونچ کر جس نے ٹھنڈا کر دیا جوش مسلمانی
عجب کیا گر عقیدت خاک در پایا دے نکلے
اُبل پڑتے ہیں مینڈک پڑتے ہی برسات کا پانی
جو اتنا ہندام قبہ ہر اصرار سے توبہ
بلی دی شان اسلامی مٹادی شکل ایمانی
شریعت موم کی ناک اور ربر کا ایک ٹکڑا ہے
کہ جیسے موڑ نے اور کھینچنے میں اب ہے آسانی
جو شیر اسلام کے بنتے تھے وہ اب بھیگی بلی ہیں
بھلا دی ذر کے چھینٹوں نے وہ سب پچھلی ہمہ دانی
انہیں کیا شبہ خترا یہ جائے گر لیاں بریں
یہ اپنے پیٹ کے گنبد کی کرتے ہیں نگہبانی
شکم کو انکے بیت المال ہم سمجھو خلافت کا
اسی میں مال مسلم جمع ہوتا ہے بہ آسانی
سعودی عاشقوں کو ظلم پر بھی پیار آتا ہے
محبت سلب کر لیتی ہے بیشک عقل انسانی
خدا کی شان تطہیر حرم کرتے وہ آئے ہیں
کبھی بر سطح جو استنجے میں بھی لیتے نہیں پانی
معرف ہند میں جو ہیں سعودی کارناموں کے
وہ جاٹوں کے مظالم پر کریں کیوں مرثیہ خوانی
اگر جاٹوں نے کھودا مقبرہ سلطان غازی کا
تو کیوں خواجہ حسن صاحب کو لاحق ہے پریشانی
مدینہ میں آج کل گھسی ہیں وہ سب کے مسلماں ہیں
دکھاتے ہیں جو قبروں کو مٹا کر جوش ایمانی
یہ مشغلہ جاری ہے آثار شرک کی پامالی ہوتی تھی
یہاں پر جمع ہو جاتے تھے آ کر شرک کے بانی
کلوخ رہتے تھے شرک دست بستہ گرد مرقد کے
بڑی بدعت تھی کرتے تھے یہاں پر فاتحہ خوانی
کمر بستہ ہوئے ہیں جاٹ بھی تطہیر دنیا پر
کہ ان میں آ گئی ہے نجد کی ساری مسلمانی
مسرت کا محل ہے تار اب ہمدرد بھجوا دیں
سعودی پیشوا کو اک بہ ہمدردی انسانی
جماعت جاٹ کی بال بندھ گئی قبروں کے شانے پر
ہوا سلطان نجدی تجھ پہ نازل فضل شیطانی
ملا ابن سعود اب تجھ کو لوٹن سنگ سا جانی
تری نجدی شریعت کی کرے گا یہ نگہبانی
جو ہوس ہیں ہر جہیں اس واقعہ سے جو کبھی تھی
شریعی بر گئی تذلیت یہ سب اے وائے نادانی
یہ لوٹن سنگ ان سے خواب میں خود کہہ گیا آ کر
میں ناواقف ہوں گر جاٹوں نے کھودی قبر سلطانی
سبھا کر دے تو بھجوا دوں ابھی میں چاندی سونے
دل بے رحم والی مفت کی یاں ہے فراوانی
دلیلیں سب وہی ہیں اب مگر نہ کے ہیں کیا معنے
جو کار سے کہ عاقل کرباز آید پشیمانی

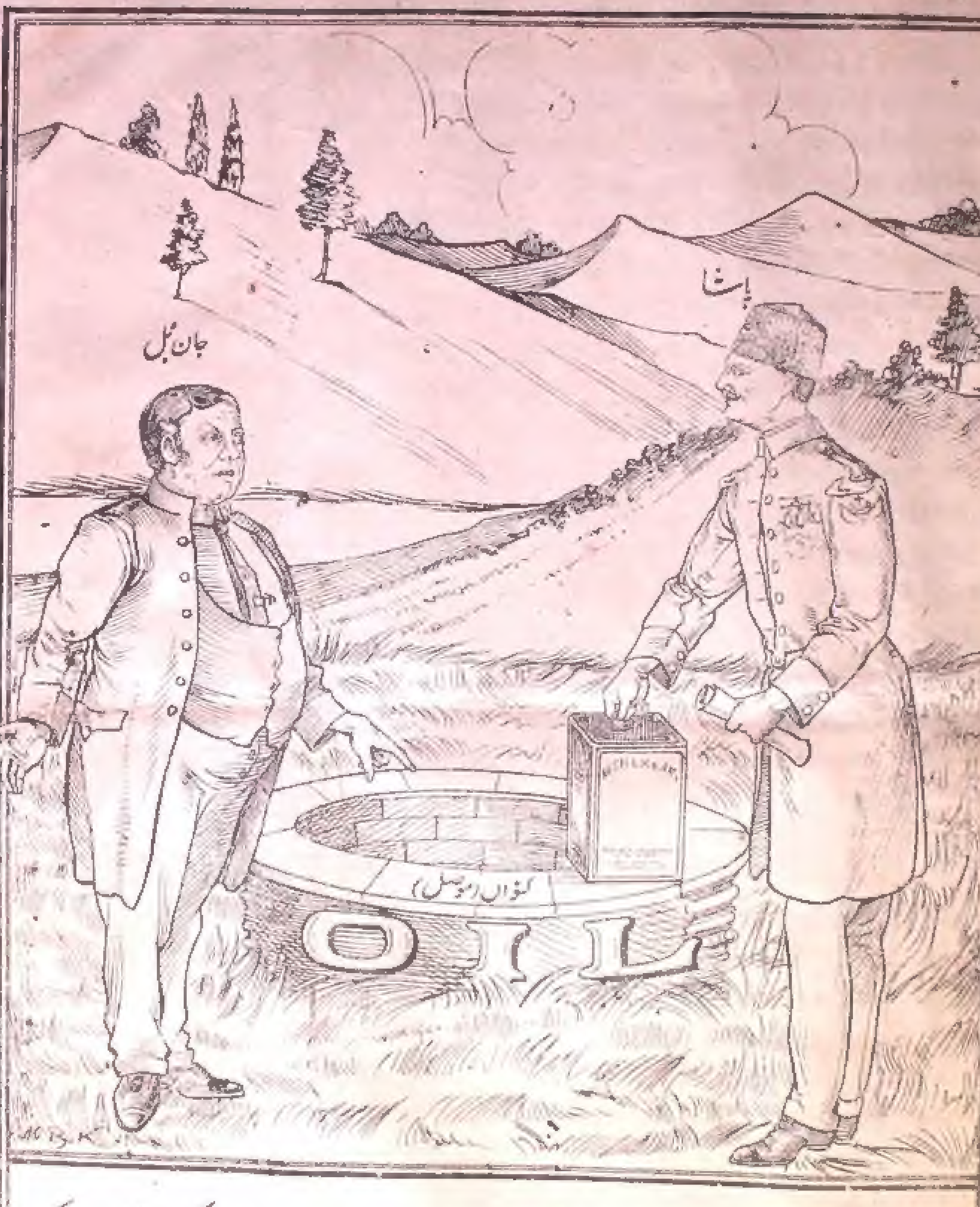
یہ کھلا اب تو کہ نوبت بگریباں آئی

اگر مشرک کا نام عارف باللہ۔ جاہل کا نام مولوی علیم الدین جو ریبٹ کا لے کا نام ید اب دو لعلیکا کا نام شمس محمد خان۔ سر کہ جبیں کا نام شاخ نبات۔ یادہ گو کا نام ظریف گونگے کا نام بلاغی بیگ۔ یزید کا نام حمید۔ بوجہل کا نام کم خور۔ کذاب کا نام شیخ صادق۔ دانہ زد کا نام رازق۔ ذلیل کا نام عزیز۔ کفر کا نام براق خانم۔ رکھنا جائز ہے تو اسمیں شک نہیں کہ بجنور کا صاحب الکلیل ہے مدینہ۔ اپنے برعکس نام پر فخر و مباہات کے جو تریبٹ سکتا ہے۔ بلعد ا اس عاجز سے دوستوں نے پوچھا کہ بجنور میں مدینہ کیونکر اور کیا بجنور ایک ساتھا اتحاد ہے کہ خدا جس نے معزز معاصر مدینہ کے جو داعیوں کا بار اکثر اٹھایا مدینہ سے کیا نسبت رکھتا ہے۔ مگر آپ جاننے جواب کا وقت نہیں دیا تھا لہذا جملہ آنچ خیر اب سہی۔

گلیپہ حضرت یہ نام در اصل مدینۃ الرسول سے لغبشل خدا دور کا لگاؤ بھی نہیں رکھتا عربی میں مدین قرضدار اور سزا یافتہ ہو۔ غلام کے معنے میں بھی آیا ہے کلام اللہ میں انا لمدینون کے یہی معنے لیے گئے ہیں کیا عجب ہے کہ زمانہ انکسار رطل بر تی اسی مدینا میں گول ہو کسی نے جوڑی ہو اور اس طرح یہ دو ورقی اخبار بالمد اپنا نام روشن کرتی پھرتی ہو۔ اگر خدا نخواستہ مدینہ طیبہ سے یہ نام منسوب ہوتا تو آج تباہی حرمین پر نعرہ کی شریعت سے تمسک نہ کیا جاتا۔ یہ نہیں ہیں سادی دکھا دے کی ہے۔ سواد اعظم اسلام جس مصیبت پر بے چین ہے اس مصیبت پر یہ اپنی محدود مجلس عربی نعرے نعرے کی آڑ میں بغلیں بجاتی پھرتی ہے۔ اکثر خشک مسلمان اس نعرے سے ناراض ہیں۔ مجلس تحفظ آثار متبرکہ میں بھی اس کا چرچا تھا کہ مدینہ نام ہے لیکن اہل مدینہ کی دشمنی شیوہ خاص ہے اسے کیا کہتے ہیں؟ ہم نے سمجھا دیا کہ صاحبو اپنی روش کی قرضدار معافی کی سزا یافتہ اور خود ساختہ لیڈروں کی کنیز سے اور کیا امید ہو سکتی ہے؟

ایک محقق کا خیال ہے کہ بجنوری مدینہ در اصل مدن یا مدنیا ہے جو املا کاتب سے گول ۃ کے ساتھ بے موقع عربیت کی رو سے لکھتے ہیں جیسے پتہ۔ ٹھیکہ۔ خدا بخشے مولوی مدن بیچارے اخلاص کے رنگ سے مدنیا کہتے تھے نا واقف اشخاص نقطوں کے ہیر پھیر سے دھوکا کھا گئے اور مدینہ کہنے لگے۔ یہ سب فاضل مبصر اور مغفور ایڈیٹر اور سید بیاعلو کی نوازش پیچھے ورنہ ہے یہ دور تی رکا لفظ مدن کی مادہ۔

دوسرا محقق کہ مدینہ ہے کہ نہیں بھائی یہ مدینہ نہیں ہے مدینہ ہے مدینہ اس ماؤنی کو کہتے ہیں جو عنقریب بچہ دینے والی ہو سنا جاتا



پاشا: مجھے کچھ اعتراض نہیں تیل آپ ہی کا ہے۔ مگر کنواں اس حقیر کا ہے۔ آپ شوق سے تیل دیکھئے تیل کی دھار دیکھیے۔

بل: جی بجا ارشاد ہوا۔ کل آپ فرمائینگے کہ ہمارے کنوئیں سے اپنا پانی نکال لے جاؤ۔ خبردار اب جگت پر قدم نہ رکھنا۔ تو میں کیا کروں گا؟

کہ خواب میں گھر کے تتر بتر ہونے کا یہ ہوگیا
اب وہی ہوائی لفظ زور کر رہا ہے۔ حال میں جو
کالے بھونڈے بچے (نقوش) پیٹ کے نیچے
اُچک رہے ہیں یہ وہ غلطے اور نانجیب ہیں اور
اُسی بے تُلے نتائج کا یہ نتیجہ ہے کہ مدیر افکار و حوادث
(زمیندار) کے کوڑے رائگاں ہوئے۔ بلبلانے
کی عادت کسی طرح نہ گئی۔ مدیر افکار و حوادث
سیر نہ کر سکا تو اب حضرت اودھ پنچ کی جانب
دُم اُٹھا پیٹھ جھکا گردن بڑھا کے رُخ کیا ہے۔
بہرحال محققین اس لفظ کو بطرز خود پڑھ سکتے
ہیں کہنے والے کی زبان کون پکڑ سکتا ہے۔ مگر
اصل مدیر افکار و حوادث (زمیندار) کی یہ چھیچھڑ
اب اودھ آئی ہے تو اسکی خدمت ضرور کردینی چاہیے۔
"اس مدینہ (موٹے شاعرین) مدنیا (اودھ ملت) کا نسبہ
نکالیں اونٹنی کے پیٹ پر چند نشے لگے ... پنچ لاوارد
کی اشاعت میں نظر آئے ان بے معنی نشانوں
کی سطریں بنا کے پڑھی گئیں تو یہ الفاظ پیدا ہوئے۔
"افسوس ہے کہ بعض اوقات شدت سے کام لینا پڑتا ہے"
کو تشدد کا لفظ بے شک شدت کی دلیل ہے
افسوس کی جگہ "آہ" کی لفظ ہوتی تو موقع محل کے
لحاظ سے مناسب تھی۔
"اودھ جواباً اُن لوگوں سے احتساب سخت کرنا
پڑتا ہے جو صرف روٹیوں کی خاطر مسلم نادار
کے خادموں پر رکیک حملے کرتے ہیں"
سچ ہے "مدنیوں" کے معنی "محاسبون" بھی
ہیں لہذا احتساب کی سختی ضرور جھیلنی پڑی ہوگی
مگر رکیک حملے کرنے کا الزام لگاتے وقت اُن
جھوٹے خدام مسلم نادار کے نام بھی لے دیے
ہوتے جنکی مذمت اور ہجو رازق العباد سے
جن حضرات کے نام اڈیٹر صاحب "مدنیا"
کی "زنبیا" پر نہیں آسکتے دل ہی میں رہے
اُن کے مسلمان ہونے ہی میں اپنا اسلام کو
غلام ہے خدمت اسلام کا درجہ تو دوسرا ہے۔
اودھ پنچ کسی مذہب سے تعلق نہیں رکھتا البتہ
لوگوں کی بدکرداری پر خواہ وہ کسی مذہب کے

ہوں صبر نہیں کرتا۔ یہ تو اُسکے فرائض میں
داخل ہے۔ ضرب المثل میں چاہے وہ پرلشیہ
کے برابر ہی کیوں نہ ہو لاچار جی کیسی؟ -
بدی کی مذمت۔ خوبی کی مدحت حق گویوں
کا شیوہ ہے۔ رہی روٹیوں کی خاطر تو
اُسکی قدر مولانا اودھ پنچ سے زیادہ وہ لوگ
کرتے ہیں جو کسی نہ کسی شہرت حاصل کرنے
والے کی فضلہ خواری پر زندہ ہیں خواہ وہ
شیطان ہو یا حسن۔ آج بی مدنیا اپنے یاروں
سے کنائی کاٹیں تو پھر دیکھیے تماشا۔ کوڑی
کے تین تین۔ چھوچھا کن پوچھا یاروں کے
گن گاتے ہیں زندگی اپنی تیر ہوتی ہے اور
آڑی آتی ہیں دوسروں پر۔ نادار مسلموں نے
کروڑہا روپیہ کنگال خدائی خواروں کے
حوالے کردیے یہ روپیہ مزے داریوں سیر
سپاٹوں میں اپنی شہرت کے وسائل پر صرف
ہوئے۔ کوئی کام کاج سوائے دوروں اور
مال مردم خواری کے ہم نے تو آج تک نہیں
دیکھا۔ کروڑوں روپیہ دینے والے مسلم واقعی نادار
تو ہیں۔
"ہم بارہا عرض کرچکے ہیں کہ اپنے مقاصد کی
تبلیغ متانت اور سنجیدگی سے کرو"
ویلٌ لِمَن کذب ... خدا کی شان
بی مدنیا بھی اس قابل ہوئیں۔ متانت اور
سنجیدگی کے معنے بھی معلوم ہیں؟ کہو تو پھر
گھیرداری کی کلیاں آگئی جائیں جن کے
ٹانکے اس لفظی متانت اور سنجیدگی کی بخیہ
اُدھیڑ دیں۔
بی "مدنیا" کے اسی نمبر میں بعنوان ستم ظریفی
دیانت اور متانت ملاحظہ ہو۔ آپ کو معلوم
ہے کہ سیونگ بنک میں مسلمان روپیہ جمع کرتے
ہیں اسکا سود کتنی فوج پر صرف ہوتا ہے "ربٰو
لینے سود عمداً ناجائز ہے شیعہ کہتے ہیں کہ
مسلم سے مسلم سود نہیں لے سکتا غیر مسلم سے
لینا مباح۔ دینا گناہ ہے۔ سواد اعظم اسلام کا

آجتک ما بہ النزاع یہ رہا کہ سود لینا یا دینا مسلمین پر
حرام ہے کافر و مسلم کی قید نہیں" یہ بات کا تصفیہ
ہوجانے کے بعد آپ فرماتی ہیں کہ "اس روپیہ
کے بالا بالا کسی اسلامی کام میں لگ جانے سے
ان شیشۂ ایمان چور چور نہیں ہوگا" کیا الٹا
مسلک ہے سبحان اللہ دیکھا آپ نے مسلم
یونیورسٹی کے مسلمانوں کو یوں لقمۂ حرام کھلانا
مقصود ہے۔ آپ اُن مسلمانوں کو "بے غیرت"
کہتی ہیں جو سودی بنک میں روپیہ جمع کرتے
ہیں۔ غالباً اس سے یہ غرض ہے کہ اس نفاحتی
"مدنیا" کے کاغذی پیٹ میں یہ رقم پھول نہیں
جاتی۔ یا کم از کم یاروں کے شکم چپیدہ قبیلے اور
خلافت کمیٹی کے خوار ... بغرض پلاؤ خوری۔
وابن سعود یا نزی و مدنیا پروری کیوں نہیں چلی
جاتی (غالباً اس کمیٹی کی رجسٹری ابتک نہیں ہوئی)
اب ملاحظہ ہو متانت "
"اگر آجتک سیونگ بنک کی شہرت معرض خطر
میں نہیں پڑی تو آیندہ بھی اسکی **عصمت کسی مسلمان**
غنڈے کی نذر نہیں ہوگی"
بھلا ایسے بھونڈے کنایہ میں کتنی متانت کتنی
سنجیدگی ہے؟ اور آجتک کسی شریف کی
زبان پر "غنڈے" کا لفظ جاری ہوا ہے؟
یہاں کے بدرو۔ سالارو۔ مجو۔ مارو گنجڑے
بھی "غنڈا" نہیں کہتے۔ اور ایسی فحش باتوں
کی طرف اشارہ نہیں کرتے۔
"لیکن باوجود ہمارے احتساب پیہم بعض دریدہ
دہن اخباروں کی سمجھ میں نہیں آتا"
ارے واہ ری مدنیا! تمہیں دریدہ دہن اخبار کو
کا فضلہ کھا کے آج زبان کھولنے کے قابل ہوئیں
ورنہ کوئی کوڑی کے دو سیر بھی ہاتھ سے نہ کھاتا۔
آج اُن پر تیرے ایڈیٹر صاحب کو اتنا غصہ آگیا
سے لال منہ ہوگیا جیسے نکل آئیں آنکھیں
تم نے غنڈوں سے .... نتیجا دیکھا
"اگر نجدیت اور وہابیت کے خلاف آپ کو تبلیغ
کرنی ہے تو دلائل و براہین واقعات و حوادث سے

کام لیجیے معقولیت سے بحث کیجیے تو کیونکر درست ہو سکتا ہے کہ ان سب معقولیتوں کو چھوڑ کر غیر متعلق شخصیتوں کی ذات پر کمینہ حملے کیے جائیں۔ مُشابِی صاحب آجکل تبلیغ نام ہے ایک دوسرے آب و دانہ کا جس سے ہنگامہ پرداز اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ تبلیغ کام ہے اہل قناعت و صبر و علم کا جن کی تعداد اس مجموعہ میں بہت کم ہے۔ اور وہابیت و نجدیت کی بحث وہ چھیڑتے ہیں جنہیں باعواد نیھم بدنیاھم کی چاٹ پڑی ہوئی ہے۔ ایک طرف حضرات صوفیہ کی دست بوسی اور اُن کے آستانہ پر جبیں سائی ہوتی ہے دوسری جانب ابن سعود کی مُنہ بولی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ اہل عقل ہرگز دنیا کی روش پر نکتہ چینی نہیں کرتے، چلیے کہ وہ منافق نہیں ہے اُسکے جو خیالات ہیں اُن پر استقلال کے ساتھ کار فرما ہے۔ خیالی غلطی وصحت کی بحث جداگانہ ہے اسے علماء طے کرینگے۔ مولانا اودھ پنچ اُن غیر حیایانہ افعال سے متاثر ہو کے نکتہ چینی فرماتے ہیں جنکا ارتکاب طائف اور مکہ میں ہوا۔ ان افعال میں سے بعض کی تکذیب کی جاتی ہے اور بعض کی تصدیق۔ تکذیب بلا دلیل یا دلیل میں خود ملزم کا قول پیش کرنا قابل تسلیم نہیں۔ مگر وہ بھی نامعقول اس بحث کے قابل کب ہے۔

رہی ذاتی حملے کی بحث تو خود ہی اپنے کھٹکنے ایمان سے پوچھو اودھ پنچ کو کسی کی ذات سے کیا بحث۔ جیجو ثانی کو ملّو کی چڑیا بنا کے تمہارے یاروں نے جو پھٹے تر کیے اُسکا حال اب عالم آشکارا ہو گیا۔ مجمل حساب کتاب دُنیا دیکھ رہی ہے۔ اُسی کی قلعی کھولی جاتی ہے۔ اگر یہی ذاتی حملہ ہے تو کسی کا کوئی مُطلب ذاتی حملہ سے خالی نہیں ہو سکتا۔

یہ شوکت علی وغیرہ کا یہ گناہ ہے کہ وہ جزیرۃ العرب کی آزادی اور حجاز میں جمہوریت کا قیام چاہتے ہیں۔ بی صاحب! یہی تو فریب ہے۔ ایک محال خواہش کا اظہار اور اس انکسار کی آڑ میں اپنے پیٹ کا ادھار۔ شوکت علی کوئی صاحب لشکر نہیں صاحب تاج نہیں ہیں۔ ایسے صاحب کرامات ہم نے بہت سے دیکھے ہیں جو گھر میں بیٹھے ہوئے کعبہ کے احاطے سے گتّے ہنکاتے ہیں۔

یہ لیکن اودھ کے بعض ناعاقبت اندیش حضرات اور دریدہ دہن اخبار ان کو انتہائی ظرافت کے ساتھ سب و شتم کر رہے ہیں۔

بیشک اودھ کے واقف الحال جرائد خوش اعتقاد نہیں ہیں۔ ڈسٹرکٹ گزٹ علیگڈھ وغیرہ میں جو حالات ان دونوں بھائیوں کے چھپے ہیں اُنکی تردید ابھی تک نہیں ہوئی۔ واقعی اودھ کی تردید آسان بھی نہیں ہے۔ اظہار حال سب و شتم نہیں۔ بی دنیا آنکھیں کھلواؤ۔ ہوش کے ناخن لو۔ غلاظت تمہاری آنکھوں اور منہ میں ہے۔ باقی حصہ کا تخاطب مولینا اودھ پنچ سے متعلق ہے اسکا جواب آیندہ نمبر میں دیا جائیگا۔

راقم ——

اوبار

مولانا پنچ کی نوٹ بک

حسلِ رقم۔ عرب کے مشہور ادیب اصمعی نے ایک شخص کو غلط سلط نماز پڑھتے دیکھا تو سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص کی قرات تعلیم کی چند روز کے بعد اتفاق سے پھر نماز میں ساتھ ہوا تو دیکھتے کیا ہیں کہ حضرت صرف سورۂ حمد نماز میں پڑھتے ہیں۔ اصمعی نے پوچھا کہ اصمعی میں نے تو تمہیں دو سورتیں بتائی تھیں کہا ہاں ایک سورۃ میں نے اپنے چچیرے بھائیوں کے نام ہبہ کر دی۔ دے کے چیز واپس لینا مکروہ ہے۔

آجکل خلافت کمیٹی جن لوگوں کے ہاتھ میں ہے انھوں نے بھی بیراسمال پر اچھی فیاضی کی ہے کچھ مال تو اپنے پیٹ میں رکھا اور باقی جو بچا اُسے اپنے چچیرے ابن سعود کا نام روشن کرنے پھرتے ہیں حالانکہ مال عام مسلمانوں کا ہے کمینہ پروری ہے

کہتے ہیں۔

علمائے اسلام اور مسٹر ظفر

اس نام کا ایک پمفلٹ منشی محمد الدین جلیل سکریٹری انجمن اتحاد المسلمین لاہور نے شائع کیا ہے۔ مسٹر ظفر علیخاں مالک زمیندار کی ایک غزل کے دو تین شعروں پر البحث ہیں بعض مولویوں نے ان اشعار کے قائل پر تکفیر کا فتویٰ دیدیا تھا شعر یہ ہیں ؎

یہ سچ ہے اُس پہ خدا کا چلا نہیں قابو
مگر ہم اُس بُت کافر کو رام کر لینگے
بجائے کعبہ خدا آجکل ہے لندن میں
وہیں پہنچ کے ہم اُس سے کلام کر لینگے
جو مولوی نہ بنے گا تو مالوی ہی سہی
خدا خدا نہ سہی رام رام کر لینگے

اس پمفلٹ میں منشی جلیل صاحب مولویوں سے کہتے ہیں حضرت جانے دیجیے معاف کیجیے۔ وہی اپنی گور اپنی اچھی غزل۔ حالانکہ انھیں کہنا چاہیے تھا حضرت آپ شاعروں کی زبان نہیں جانتے تو دخل کیوں دیتے ہیں۔ اُنکا بُت کچھ اور ہے خدا کچھ اور۔ یہ بتیں اصطلاحیں مولویوں کے دماغ میں سما نہیں سکتیں طرز کلام میں کہیں استفہام ہے کہیں انذار ہے کہیں تشنیع و طعن ہے۔ آپ ظاہر الفاظ پر حکم لگاتے ہیں مقصود شاعر آپ کی فہم سے بالا ہے۔

المختصرات

درہ دانیال میں چھوپا لگانے فرق بچا عما خوف پھر ترکوں کو پیدا ہوا۔ اب کے روس بھی ترکوں کا ساتھی ہے۔ بعض جھنڈوں پر زندہ باد کمال و روس "لکھا ہوا ہے اور بعض پر انگریزوں کو موت" یہ جھنڈے ہزاروں میں لوگ لیے پھرتے ہیں۔ ترک بھی احمق ہیں انگریز مرا نہیں جانتے انکے لیے موت کی فال بیکار ہے۔

معذرت

خاکسار ایڈیٹر لکھنؤ کی انجمن تحفظ آثار متبرکہ میں شریک ہوا تھا دو تین راتیں جاگتے کٹیں نزلہ بھی تھا یا ابن سعود کا ساتھی ہے اُس نے شدت کے ساتھ قبہ دماغ پر حملہ کیا ڈاکٹر عبد المجیب صاحب نے

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے بیچ پیچ ہوا میں گرہ لگا لی

اور

ایک گراموفون کی طرح سُروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے کے جملہ حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قواعد سکھائے

ایک

مشہور معروف کتاب ہے

اس کے

حصہ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی اور عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی اب اسی کتاب کا

حصۂ دوم

طبع ہوا ہے۔ حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذۂ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے

یعنی

تان سین کے عہد سے زمانۂ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی اور انکے گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

اُستاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں آپ کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سُر گلے سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایۂ ناز بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔ فی الحقیقۃ مصنف نے لاکھوں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

قیمت جلد اول للعمر قیمت جلد دوم للعہ

محصول ڈاک ہر حال میں ذمۂ خریدار

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا کرامت حسین سابق جج ہائی کورٹ الہ آباد کے کارآمد خلائق مصنفات۔ یہ وہ نادر تصنیفات ہیں جنھوں نے اُردو زبان کو علمی بنا دیا ہے ملک کے ہر ایک بچہ کو پڑھایئے اور کام کا آدمی بنایئے اگر خود پڑھیئے تو زندگی کی قیمت بڑھایئے۔

افراد کاسبہ۔ ہاشہ ور کے مطالعہ کی چیز ہے۔ اُردو ۱۲ر

الدین اور سالکون۔ یعنی موازنہ مذہب و سائنس اُردو ۱۲ر

علم الاخلاق مسلم گرلز اسکول کے کورس میں داخل تھی اُردو یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی میں شامل تھی مجلد قیمت مع محصولڈاک للعہ

امور عامہ۔ عربی فلسفہ عقلی کا کارآمد متن ہے ۱۴ر

زائد خریداروں کو کمیشن دیا جائے گا

المشتہر —— فقط

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ ۱۹۲۷ء

کی چند مکمل جلدیں دفتر میں برائے فروخت موجود ہیں قیمت فی جلد للعہ مع محصولڈاک۔ مشتاقین جلد طلب فرمائیں۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

شرائط ایجنسی

(۱) نقد روپیہ پیشگی جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائے گی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ خاص حالتوں کے پُرانا پرچہ واپس نہ لیے جائیں گے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جن صاحب کو قوت مردمی کا مکمل اور بے نظیر علاج کرانا ہو تو اس پتہ پر خط و کتابت فرمائیں۔ جواب کیلئے ایک آنہ کا ٹکٹ آنا چاہیئے۔

سید قاسم حسین رضوی متصل غسل خانہ پاٹانالہ لکھنؤ

مشہور عالم دواخانہ معدن الادویہ کی تیار کردہ تیر بہدف ادویہ

حلوۂ مغز کنجشک

یہ حلوہ باہی مقوی ہے ضعف قلب و دماغ خصوصیت خارجیہ اعصاب کو طاقت پہونچانے میں اور عیہ منوی مثانہ معدہ و جگر کو طاقت عظیم پیدا کرتا ہے۔ قوت مردی کی نایاب دوا ہے جسکی تعریف حد توصیف سے باہر ہے۔ ایک جلیل القدر طبیب کا قول اوپر کے شعر میں نظم کیا گیا ہے اگر باہی مقویہ کے بعد دنیا دنیا میں کوئی دوا ہے تو یہی ہے۔ ممسک ہے مغلظ ہے۔ سرعت و رقت کے مرض کو دور کرتی ہے قیمت فی بکس ۲۰ خوراک عہ

ماء اللحم عنبری دو آتشہ خاص الخاص

یہ ماء اللحم نہایت محنت اور جانفشانی سے تیار کیا گیا ہے وہ نسخہ ہے جسکی سارے ہندوستان میں شہرت ہے پہلے صرف والیان ملک کے لیے تیار ہوتا تھا اب دواخانہ نے خاص طور پر تیار کیا ہے تاکہ عوام الناس کو بھی نفع ہو بیش قیمتی اور نادر ادویات سے مثل مشک و عنبر و زعفران و مروارید وغیرہ سے تیار کیا گیا ہے مقوی اعضاء رئیسہ [illegible] رنگ رخسار سرخ و سفید کرنے والی۔ کمزوری کو دور کرنے والا [illegible] ۔ پیشاب میں مفید گردہ و مثانہ کو تقویت بخشنے والا ہے قوت مردمی کو بڑھانے والا اور ممسک ہے رقت و سرعت وغیرہ کو دور کرتا ہے۔
فی بوتل پانچ روپیہ (عہ)
تین بوتل کے خریدار کو ایک گلاس پیالہ مفت۔

طلائے سیمی

اعصاب کی تقویت جنکی بہلی طاقت کو واپس لاتا ہے جن لوگوں نے اپنے ہاتھ سے اپنی قوت زائل کی ہو یا کسی دوسرے خلاف فطرت افعال کی وجہ سے عضو خراب ہو گئی ہوں انکے واسطے اکسیر کا حکم رکھتا ہے عضو خاص میں اپنا خاص اثر دکھاتا ہے مایوسوں کی امید کو بر لاتا ہے اور معمولی کمزوریوں میں تو وہ اثر دکھاتا ہے اور ایسی طاقت بخشتا ہے کہ بیان سے باہر ہے۔
قیمت فی شیشی آٹھ روپیہ (ع)

حب یاقوت مقوی و ممسک

طاقت اور توانائی پیدا کرنے کی نایاب چیز ہے جسکا مثل و نظیر ملنا مشکل ہے قوت مردمی کے اضافہ کرنے میں بے نظیر ہے خون کو بڑھاتی اور حرارت اصلی میں ہیجان پیدا کرتی ہے بے خوابی ضعف۔ بد خوابی کی کثرت کو دور کرتی ہے مایوسوں اور نا امیدوں کی امید کو بر لاتی ہے قبل از وقت شباب جانے کی طاقت میں تیزی پیدا کرتی ہے آج تک سیکڑوں نامراد اور برسوں کے مایوس اس علاج سے صحت یاب ہو چکے ہیں۔ اگر باقاعدہ طریقہ پر چند روز تک استعمال کی جائے تو قوت [illegible] میں بھی خاصی افزونی ہو [illegible] قیمت فی بکس ۴۰ خوراک [illegible] ڈاک خرچ علاوہ (عہ)

ہر قسم کا طبی مشورہ دواخانہ معدن الادویہ کی مجلس اطباء سے مفت حاصل ہو سکتا ہے صرف جوابی کارڈ درکار ہے

فرمائش کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیجیے | منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ | فہرست کلاں مفت طلب فرمائیے

کلکتہ کا نادر تحفہ

میں نے اپنے مقبول عام اور پسندیدہ خاص شاہی زردہ کے بہترین ہونے کی وجہ سے پبلک خاندان ساقی و شاہی زردہ کے شائقین کی خوشنودی کی غرض سے شاہی زردہ کے ایک ٹین میں انعامی ٹکٹ شامل کیے ہیں جن صاحب کے پاس سو ۱۰۰ ٹکٹ جمع ہو جائیں وہ اُنکے معاوضہ میں اُسی نمبر کے ایک ٹین شاہی زردہ کے مستحق ہونگے۔ اور جو صاحب ہمارے سو ۱۰۰ ٹکٹ بھیجیں گے کارخانہ فوراً اپنے خرچ سے ایک ٹین شاہی زردہ پیش کرے گا۔ اور جو صاحب کم از کم پچاس روپیہ کا شاہی زردہ طلب فرمائیں گے اُنکے ساتھ پیکنگ و ڈاک محصول کی بھی رعایت کی جائے گی۔ تاجروں کے لیے خاص رعایت ہے۔ ایجنٹوں کی ہر جگہ ضرورت ہے۔

شاہی زردہ۔ پانچ تولہ کا ٹین قیمت ایک روپیہ دو روپیہ چار روپیہ آٹھ روپیہ سولہ روپیہ
شاہی زردہ قیمت فی سیر
نمونہ ایک شیشی قیمت

زردہ تمباکو مشکی قیمت فی سیر
زردہ تمباکو تہی قیمت فی
گول تمباکو سادی فی تولہ　زعفرانی فی تولہ　گنگا جمنی　ملائی
شاہی قوام فی تولہ　مشکی قوام فی تولہ

المشتہر۔ کارخانہ شاہی زردہ مقبول اینڈ کو نمبر ۲۵ نور چیت پور روڈ کلکتہ

قصہ ہے یا ظرافت کی جان

اُردو میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں ہے

چھپوا!

یہ پُر از ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل شائع ہوتا رہا ہے اس کے صفحات بطور فائل علٰحدہ بھی مرتب کیے گئے ہیں ابتداے ۱۹۲۳ء سے جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں اُنھوں نے مسلسل مطالعہ کر لیا ہوگا لیکن سابق اور بیشتر ہی خریداران اودھ پنچ قصہ کی ابتدا سے ناواقف ہوں گے یہ مرتب فائل اُن کے اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے۔
قیمت [illegible] محصول ڈاک عہ

المشتہر
منیجر اخبار اودھ پنچ لکھنؤ